الحمد لله الملك الوهاب کہ این رسالہ لاجواب الموسوم بہ

تحفۃ الاحباب لمطالعۃ الکتاب

مطالعہ کی اہمیت

از قلم:

شیخ التفسیر و الحدیث استاذ العلماء رئیس التحریر

علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی مدظلہ العالی

باھتمام: مولانا حافظ عبد الکریم قادری رضوی

ناشر

سبزواری پبلیشرز

جامع مسجد حیدری درگاہ سید محمد شاہ دولہا سبزواری کندی والا
بخاری علیہ الرحمۃ کھارادار کراچی - فون : 200712

نام کتاب : مطالعہ کی اہمیت

مصنف : علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی

باہتمام : مولانا حافظ عبدالکریم قادری رضوی

اشاعت اول : ربیع الاول ۱۳۸۵ھ

اشاعت جدید : دسمبر ۹۸ء / رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

قیمت : -/11 روپے

ملنے کا پتہ

۱۔ مکتبۃ المدینہ، شہید مسجد، کھارادر کراچی۔

۲۔ ضیاء الدین پبلشرز، شہید مسجد، کھارادر کراچی۔

۳۔ مکتبہ رضویہ گاڑی احاطہ، آرام باغ، کراچی۔

۴۔ مکتبہ غوثیہ، سبزی منڈی نمبر ا، کراچی۔

۵۔ مکتبہ البصریٰ، چھوٹی گٹی حیدر آباد، کراچی۔

۶۔ مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، ہوم اسٹیڈیم روڈ، حیدر آباد، سندھ۔

۷۔ مکتبہ اویسیہ رضویہ، سیرانی روڈ، بہاولپور۔

۸۔ قادری کتب خانہ، ۹۰ سیٹھی پلازہ چوک علامہ اقبال سیالکوٹ۔

۹۔ مکتبہ ضیائیہ بوہر بازار، راولپنڈی۔

☆☆ پیش لفظ ☆☆

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین اما بعد

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس حال میں صبح کر کہ تو عالم ہو یا طالب علم ہو یا عالم کی باتیں سننے والا (اس کا ہم نشین اور فیضان علم کا طالب) یا عالم سے محبت کرنے والا اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان ان چاروں صفات کا حامل ہو یا ان میں سے کسی ایک پر ضرور عمل پیرا ہو ورنہ پانچویں چیز ہلاکت و بربادی ہے ہمارے بزرگان دین و علمائے کرام نے کس طرح چراغ سے چراغ روشن کیا اور سلسلہ میں کن کن مشکلات کا سامنا ان کو کرنا پڑا اور علم دین پڑھنے پڑھانے کے جذبہ کو ابھارنے کے لئے استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی مدظلہ العالی نے "تحفۃ الاحباب لمطالعۃ الکتاب مطالعہ کی اہمیت" رسالہ آج سے ۲۰ سال قبل تحریر فرمایا اس وقت ایک مرتبہ شائع ہوا اور اب جدید طرز پر زیور طبع سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے

علامہ اویسی صاحب مدظلہ العالی تحریر اور تدریس کے میدان کے شہسوار ہیں آپ تین ہزار سے زائد کتابوں کے مصنف و مترجم ہیں ہر فن پر آپ کی کتاب یا حواشی موجود ہے اور اکثر کتب غیر مطبوعہ ہیں علامہ صاحب اکثر فرماتے ہیں کہ "قلم اور درہم کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا" اگر کوئی صاحب خیر کوئی کتاب شائع کرانا چاہیں تو ہمارے ادارے "سبزواری پبلشرز" سے رابطہ فرمائیں۔

۲۷ شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ ۱۷ دسمبر بروز جمعرات 1998

خاکپائے علمائے اہلسنت
عبدالکریم قادری رضوی
خطیب وامام جامع مسجد حیدری
سید محمد شاہ دولہا سبزواری کندی والا بخاری علیہ الرحمۃ
کھارادر کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم .... نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عرض مؤلف

فقیر ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی سن ۱۳۶۶ھ ۱۹۴۷ء (جب کہ ہندوپاک کی تقسیم ہوئی) میں حفظ کلام الٰہی سے فارغ ہو کر کتب فارسیہ و عربیہ کی تحصیل میں مصروف ہو گیا- ایک سال فارسی کتب پڑھنے کے بعد صرف و نحو و دیگر فنون معقول و منقول وغیرہ سے ۱۳۷۱ھ ۱۹۵۲ء میں فراغت پائی- اس میں دورہ حدیث کا وقت بھی شامل ہے پھر ۱۳۸۳ھ ۱۹۶۳ء تک مدرسہ منبع الفیوض حامد آباد میں مسلسل تعلیم و تدریس کا مشغلہ رہا- اب عرصہ تین سال سے بہاولپور جامعہ اویسیہ رضویہ میں مشغول درس ہے- اس میں پانچ سالہ درس دورہ تفسیر القرآن بھی شامل ہے-

اتنا طویل وقت تعلیم و تعلم میں گذارنے سے اس نتیجہ کو پہنچا کہ "العلم نور و نور اللہ لا یعطی للعاصی" علم نور الٰہی ہے اور نور الٰہی مجرم کو نہیں ملا کرتا- گذشتہ صدیوں کے طلباء کے حالات کتابوں میں دیکھے پھر موجودہ طلباء کی ناگفتہ بہ حالتیں دیکھیں دل پارہ پارہ ہو جاتا ہے- ذرا غور تو فرمایئے کہ گذشتہ زمانہ میں نہ کہیں ریل گاڑیاں تھیں اور نہ ہی بسیں چلتی تھیں اور نہ ہی سائیکل اور تانگے تھے اور نہ شاندار سڑکیں اور پھر بجلی جیسی شاندار روشنی تو زہے نصیب- ان کو تو مٹی کا تیل مل جاتا تب بھی غنیمت سرسوں کا تیل اپنا نہیں- دوسروں کے گھروں کی روشنی میں کھڑے ہو کر مطالعہ کرتے کھانے کے لئے مدت تک تازی روٹی تو زہے قسمت باسی روٹی کے کبھی ٹکڑے مل جاتے تو اسے فضل ایزدی سمجھتے- مشتے نمونہ خروا۔

چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

حکایات:

(خوراک کا مسئلہ)

(۱) حافظ الحدیث حجاج بغدادی شبابہ کو تعلیم کے لئے تشریف لے گئے تو اپنے گھر سے سو کلچے پکوا کر لے گئے۔ وہاں بغیر سالن کے پانی میں بھگو کر روزانہ کھاتے۔ جب وہ سو کلچے ختم ہو گئے کھانے کا کوئی دیگر انتظام نہ ہونے کی وجہ سے واپس گھر لوٹے۔

(۲) شیخ الاسلام بقی بن مخلد نے چقندر کے پتے کھا کر اتنا بلند مرتبہ حاصل کیا (۳) امام بخاری نے کھانا نہ ملنے پر تین دن متواتر جنگل کی بوٹیاں کھائیں (۴) طبرانی جیسے محدث اور ان کے دو ساتھی طالب علمی کے دور میں بھوک اور فاقوں سے نڈھال ہو گئے۔ آخر تنگ آکر بارگاہ رسالت میں عرض کرنا پڑا (۵) شیخ الفقہاء امام برنانی جب خراسان پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے تو اپنا کچھ خرچ ساتھ تھا وہ ختم ہو گیا لیکن علم کی خاطر پڑے بھوک و فاقہ سر پر اٹھانے سے کئی روز ایسے ہی گزارے پھر جب بھوک کی اذیت برداشت نہ ہو سکی تو نانبائی کی دکان پر اس غرض سے جا بیٹھتے کہ کھانے کی خوشبو سے ہی کچھ تقویت طبیعت کو پہنچائیں (٦) امام ابو حاتم رازی محدث طالب علمی میں بھوک سے اپنے کپڑے بیچ ڈالے۔

(۷) امام ابن جریر طبری نے طالب علمی میں تنگی خرچ سے اپنے کرتے کی دونوں آستینیں بیچ ڈالیں۔

(۸) شیخ ابو العلا بغدادی مسجد کی روشنی میں کھڑے کھڑے لکھ رہے تھے اگر تیل کے خریدنے کی قدرت ہوتی تو استاد کھ نہ اٹھاتے۔

(۹) حکیم ابو نصر فارابی رات کو چوکیداروں کی قندیلوں سے کھڑے کھڑے کتاب کا

مطالعہ کرتے تھے۔

طلب علم میں دور دراز سفر

(۱) حضرت سعید بن المسیب تابعی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک ایک حدیث کی خاطر کئی راتوں اور دنوں کو پاپیادہ چلا ہوں

(۲) امام دارمی نے حدیث کی طلب میں حرمین شریفین خراسان عراق شام اور مصر کا سفر کیا۔

(۳) امام بخاری نے چودہ برس کی عمر میں اپنی والدہ اور خواہر (بہن) کی نگرانی میں بخارا سے لے کر مصر تک سارے ممالک طلب علم میں چھان ڈالے

(۴) امام تسوی نے تیس برس سفر میں بسر کردیئے

(۵) شیخ الاسلام بقی بن مخد نے دوسواسی شیوخ سے حدیث روایت کی خود فرماتے ہیں کہ میں ہرایک شیخ کے پاس پیدل گیا۔

(۶) ابن حیون محدث اندلس (اسپین) نے حدیث اندلس عراق حجاز اور یمن کے شیوخ سے حاصل کی اور یمن اسپین سے براہ راست ساڑھے تین ہزار میل سے زیادہ ہے۔

(۷) ابن المقری نے صرف ایک نسخہ ابن فضالہ کی خاطر ستر (۷۰) منزل کا سفر کیا تھا۔ اور ایک معمولی منزل بارہ میل کی ہوتی ہے کل سفر آٹھ سو چالیس میل ہوا۔

(۸) مادرزاد نابینا حافظ الحدیث ابو العباس رازی حدیث شریف کے لئے بلخ بخارا، نیشاپور اور بغداد کا سفر کیا، بلخ سے بغداد (۳۶۵) میل ہے۔

(۹) حافظ طاہر مقدسی نے تمام سفر پیادہ کئے اور کتابوں کی گٹھڑی بھی سر پر ہوتی۔ سفر کی کوفت اور بوجھ کی مشقت سے پیشاب میں خون آنے لگتا۔ محدث موصوف کے

مقامات سفر درج ذیل ہیں۔ بغداد' مکہ' جزیرہ تنس (واقع بحیرہ روم)' دمشق' حلب' جزیرہ اصفہان' نیشاپور' ہرات' وجبہ' لوفان' مدبہہ نہاوند' ہمدان' واسطہ سادہ اسد آباد' انبار' اسفرائن' آمل' ہواز' بسطام' خسرو حرد' جرجان' آمد' استر آباد' بوسنج' بصرہ' دینور' ری' سرخش' شیراز' قزوین' کوفہ مزید واقعات اور مذکورہ واقعات کی تفصیل فقیر کی کتاب میں ہیں۔

یہ چند نمونے موجودہ طلبہ سمجھ داروں کے لئے کافی ہیں۔ لیکن افسوس ہے ہمیں موجودہ طالب علموں سے کہ باوجود یہ کہ چپہ چپہ پر مدارس اور پھر ان میں اعلیٰ انتظام اور پھر گھر واپس آنے جانے کے لئے کرایہ جات کے علاوہ جیب خرچ۔ والدین سے علیحدہ اور مدارس سے علیحدہ اور کتب ضروریہ مفت' مطالعہ کا انتظام' مدرسین کی خدمات مفت مہتمم کی شب و روزہ جدوجہد سوا عوام کی نیاز مندی کے علاوہ' دنیوی عزت مزید' لیکن بایں ہمہ ناقص بلکہ انقص واقع ہوتے ہیں۔ نہ کتاب سے انس نہ مطالعہ میں دلچسپی نہ استاد کی عزت نہ رفقاء سے محبت اور نہ مدرسہ سے لگاؤ۔ بلکہ خود دین سے بیزاری' سینما بینی کا مشغلہ نماز سے بے تعلقی' اخلاق حسنہ سے دوری' نفسانیت و ہوائے نفس سے بھرپور' زنانہ بناؤ سنگار میں مصروف خدا تعالیٰ کا ترس نہ اپنے پیارے نبی کریم خلق العظیم رؤف رحیم ﷺ کے دین کی پاسداری کا خیال۔

نہ رات کو مطالعہ کریں گے نہ دن کو اسباق پڑھتے وقت دل لگائیں گے بلکہ اثناء درس میں بھی دل کا رخ کسی اور طرف ہو گا۔ کتابوں کی حالت دیکھو تو جہاں مرضی آئی پھینک ڈالیں۔ نہ ہی استاذ صاحب کے احترام کا خیال بلکہ آنکھوں دیکھی بات ہے کہ استاذ سے بغض و عناد شاید وہی زمانہ آگیا کہ ... عالم ﷺ نے علم کے اٹھنے کا ذکر فرمایا تو حضرت زیاد بن بعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کیف یذھب لمعلم و

نحن نقرأ القران و نقرأه ابنائنا و نقرأ ابنائنا ابنائهم الی یوم القیمه کیسے علم اٹھ جائے گا حالانکہ قرآن ہم بھی پڑھتے ہیں اور اپنی اولاد کو پڑھائیں گے پھر ہماری اولاد اپنی اولاد کو پڑھائے گی یہ سلسلہ تا قیامت چلا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا دیکھئے یہ یہود اور نصاری اپنی کتابوں کو پڑھتے پڑھاتے نہیں رہے لیکن صرف پڑھنا مقصود نہیں بلکہ اس کا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا مقصود ہے۔

یہی حالت آج ہماری ہے کاش ہمارے احباب اپنی حالت کو درست کرلیں میں نے صرف الدین النصیحۃ کی غرض سے یہ کتابچہ لکھا تاکہ ہمارے احباب دینی کتب کے مطالعہ کا ذوق پیدا کریں۔ خدا کرے یہ میری حقیر خدمت قبول ہو جائے۔ جو حضرات اس سے مستفید ہوں فقیر مولف کے لئے دعا فرمائیں۔ اگر کوئی غلط لفظ یا مضمون لکھا گیا تو اطلاع دیں۔

فقیر اویسی غفر لہ ۲ ربیع الاول ۸۵ھ بروز جمعہ

اگر آپ کو خدا تعالیٰ توفیق دے

بوقت فرصت فقیر کی تو دیگر تصانیف کا مطالعہ فرمایا کریں۔ ثواب دارین کے علاوہ آپ کی دینی معلومات میں اضافہ ہوگا۔ مختصر فہرست کتب پچھلے صفحات پر ملاحظہ ہو۔

بسم الله الرحمن الرحیم .... الحمد لله و کفی والصلوۃ والسلام
علی عبادہ الذین اصطفی

تمہید

علم کی دولت ایسی نایاب چیز ہے کہ جو نہ زر سے ملے اور نہ زور سے بلکہ یہ
ایک فضل ایزدی ہے جسے نصیب ہو جائے کما قال علیہ السلام من یرد
اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین یہ دولت جس طرح عطائی ہے اسی طرح کسبی
بھی ہے لیکن اس کسبی کو بھی عطائی سے تعبیر کیا جائے گا- جب کہ طالب علم اس کے
حصول میں پورے شرائط کو بجالانے کی کوشش کرے اور معطی العلم سے توفیق و فیض
کے لئے دست بدعا رہے-

منجملہ ان شرائط کے ایک مطالعہ کتب بھی ہے لیکن افسوس کہ زمانہ حال کے
طلبہ و علماء حضرات عموماً بے پرواہی فرما رہے ہیں جس سے علم کے اٹھنے کی یہی ایک وجہ
ہے کہ جب تک کتاب کا مفہوم اور مطلب سمجھ نہ آئے اپنا اجتہاد کہاں تک کام آئے گا-
اس مختصر رسالہ میں مطالعہ کے چند فضائل و فوائد پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا
چاہتا ہوں

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

فقیر اویسی غفرلہ

باب اول

(۱) قال الله تعالى فلولا نفر من كل فرقه منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ترجمہ کیوں نہیں کہ ان کے ایک گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں

(فائدہ):۔ اس آیت شریف میں علم دین کے حصول کی نہ صرف ترغیب و تحریص دلائی جارہی ہے بلکہ اس کے سمجھنے کے لئے بھی ارشاد ہو رہا ہے اور مطالعہ کتب کے بغیر دین کی سمجھ خاک حاصل ہوگی۔ لامحالہ اس سے کتب بینی کی تحریص و ترغیب بھی ہے۔

(۲) قال عليه السلام لان تغد فتعلم بابا من العلم خير من ان تصلى مائته ركعته (☆ابن عبد البر و الطبرانی)(احیاء ص ۸ ج ۱) علم کا ایک باب (مسئلہ وغیرہ) حاصل کرنا سو رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔

(۳) قال عليه السلام باب من العلم يتعلمه الرجل خير له من الدنيا و ما فيها (احیاء العلوم (☆ابن عبد البر و الطبرانی) ج ۱ ص ۸ علم کا ایک باب (مسئلہ قاعدہ وغیرہ) حاصل کرنا دنیاومافیہا سے بہتر ہے۔

(فائدہ) ظاہر ہے کہ کتاب کے مطالعہ سے ہر فن کا نیا مسئلہ اور نیا قاعدہ حاصل ہوتا ہے خواہ اس کتاب کو ہزار بار مطالعہ کریں جیسا کہ آگے چل کر عرض کروں گا۔ انشاء اللہ العزیز

(۴) قال ابن عباس رضى الله تعالى عنهما تدارس العلم ساعة من الليل خير من احيائها (رواه الدارمی) رات کے کسی حصے میں

علم کا پڑھنا پڑھانا ساری رات کے زندہ رکھنے (عبادت کرنے) سے بہتر ہے۔

(فائدہ) حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی قدس سرہ اشعۃ اللمعات ص ۱۸۵ ج ا میں فرماتے ہیں 'درس گفتن علم و خواندن بایکدیگر و بحث و تحقیق و مذاکرہ کردن علم یک ساعت از شب بہتر است از زندہ گردانیدن تمام شب و نماز گزار دن دراں۔

(ف) شاہ صاحب قدس سرہ کا قول حدیث شریف کے ترجمہ کی تائید کے لئے ہے۔ورنہ دانا را اشارہ کافیست۔اب سوچئے کتاب کے صرف ایک گھنٹہ یا کم و بیش مطالعہ سے انسان کو ساری رات کی نہ صرف عبادت کا ثواب ملتا ہے بلکہ (☆کما قال الشیخ المحقق قدس سرہ تحت ھذا الحدیث زندہ دلوا نیدن نفس خود رادر شب الخ) وہ مکاشفات و مشاہدات جو صوفیائے کرام یا اونچے طبقہ کے لوگوں کو شب بیداری سے نصیب ہوتے ہیں ان سے بڑھ کر مطالعہ کا درجہ ہے۔

لیکن ہائے افسوس کہ آج مطالعہ کتب کی چاشنی علماء و طلبہ سے اٹھتی جارہی ہے

قال ابو الدرداء لان اتعلم مسئلته احب الی من قیام لیلته (احیاء ص ۹ ج ۱) یعنی میرے نزدیک ساری رات کے جاگنے سے کسی ایک مسئلہ کا سمجھنا بہتر ہے۔

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک

طلب العلم افضل من النافلته علم کی طلب نوافل پڑھنے سے افضل ہے۔ احیاء ص ۹ ج ۱۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے شاگرد کو تنبیہ

عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظہر کی اذان کے بعد میں کتابیں لپیٹتا ہوا نماز کی طرف اٹھنے لگا تو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا "فقال یا هذا ماالذی قمت الیه بافضل مما کنت فیه اذا صحت النیته "اے فلاں یہ کیا کر رہا ہے جس عبادت میں تو بیٹھا ہے وہ اس عبادت سے افضل ہے جس کی طرف تو جارہا ہے۔ اگر نیت نیک ہے تو (اقول) اس سے یہ نہ سمجھنا کہ آپ نے فرض کی ادائیگی سے بھی روکا ہے یا نماز باجماعت سے آپ کا روکنا صرف سنن کے بغیر نوافل کے لئے ہے۔

باب دوم

مطالعہ کتب ایک ایسا بیش بہا خزینہ ہے کہ جس سے انسان نہ صرف دینی پیشوا بن سکتا ہے۔ بلکہ روحانی مقتدا بننے کے علاوہ دین و دنیا کی مرکزیت حاصل کر لیتا ہے۔ اب میں چند فضالہ کا ذکر حکایات میں پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے صرف کتب بینی کے ذریعہ سے دنیا کو اپنے قدموں میں جھکایا۔

(۱) حکیم ابو نصر فارابی جن کا عالم میں بڑا شہرہ ہے زمانہ طالب علمی میں رات کو راستہ میں پاسبانوں کی قندیلوں تلے کھڑے ہو کر کتاب کا مطالعہ کرتے تھے (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۲۰ ج ۴)

(فائدہ) ان کے پاس اتنی فرصت نہ تھی کہ اپنا تیل خرید کر کے مطالعہ کا انتظام کرتے لیکن آج ہم ہیں کہ بجلیاں قمقمے شاندار روشنی یا کم از کم مٹی کا تیل عام مہتمم و منتظمین کی طرف سے بھی اور عوام بھی خدمت کرنے کو ہیں لیکن شومئ قسمت کہ کتاب کے

مطالعہ سے پھر بھی محروم۔

(۲) سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مطالعہ اور کتب بینی کا حال خود یوں بیان فرماتے ہیں۔

چه دو رہائے چراغیکه در دماغ نرفت
کدام باده محنت که در اياغ نرفت
کدام خواب و چه آسائش و کجا آرام
چه خار خارکه دربستر فراغ نرفت
بحيرنم زدل خود که عمر رفت وے
زکنج غمکده ہرگز به صحن باغ نرفت

محدث قدس سرہ نے ان اشعار میں اپنا شب و روز کا مشغلہ بتایا ہے۔ گویا اس کی شرح ذیل کا واقعہ ہی ہے دور طالب علمی میں شغل مطالعہ کا تذکرہ خود اپنے قلم سے رقم طراز ہیں کہ

از ابتدائے ایام طفولیت نمی دانم که بازی چیست و خواب کدام مصاحبت کیست و آرام چه و آسائش کو دسیر کجا

بچپن سے میرا یہ حال تھا کہ مجھے یہ نہیں معلوم کہ کھیل کود کیا ہے خواب مصاحبت آرام و آسائش کے کیا معنی ہیں میں نہیں جانتا کہ سیر کیسی ہوتی ہے

شب خواب چه و سکون کدامست
خود خواب بعاشقاں حرامست

خورد و نوش

ہرگز درشوق کسب دکار طعام بوقت نخورده و خواب

در محل بزده
تحصیل علم میں مشغولیت کی بنا پر کھانا کبھی وقت پر نہیں کھایا اور نیند بھر کر نہیں سویا

حصول تعلیم کے لئے مشقت

ہر روز باوجود غلبئہ برودت ہوائے زمستان و شدت حرارت تابستاں دو بار بمد دہلی کہ شاید از منزل مابعد دو میل مے کردم درمیان روز ادنی و قفہ در غریب خانہ بسبب تناول چند لمقہ کہ سبب عادی قوام حرکت ارادی است واقع می سند دائم پدر و مادر من درپے آن لودند کہ یکدم باکود کان جاء بازی کنم یا شب بوقت متعارف پادراز کشم و من می گفتم کہ آخر غرض از بازی خاطر خوش کرد نست و مرا خاطر بہ ہمیں خوش است کہ چیزے بخوائم یا مشقے کنم

میں جاڑے کی ٹھنڈی اور گرمی کے جھلسا دینے والے جھونکوں میں ہر روز دوبار دہلی کے مدرسہ میں جاتا تھا- جو ہمارے مکان سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ہو گا دوپہر کو تھوری دیر گھر ٹھہر کر چند لقمے ضرورۃً کھالیتا تھا میرے والدین ہر چند کہتے تھے کہ تھوری دیر کے لئے قوم کے لڑکوں کے ساتھ کھیل لو اور وقت پر سو جاؤ میں کہتا تھا کہ آخر کھیلنے سے مقصد دل کا خوش کرنا ہی تو ہے میری طبیعت اس سے خوش ہوتی ہے کہ کچھ پڑھوں یا لکھوں۔

مطالعہ کتب اور شب بیداری

گاہے ذر اثنائے مطالعہ کہ از نیم شب درمی گذشت والدم قدس سرہ مرا فریادمے زد کہ بابا! چہ می کنی- من فے الحال

درازی کشیدم تادروغ واقع نشود و می گفتم که خفته چه می فرمایند باز برمن می نشستم و مشغول می شدم
کبھی مطالعہ کے دوران میں ایسا بھی ہوا کہ آدمی رات گذر گئی میرے والد صاحب نے مجھ سے فریاد کی کہ بابا! کیا کرتے ہو میں سنتے ہی فوراً لیٹ جاتا کہ جھوٹ واقع نہ ہو اور کہتا کہ میں سوتا ہوں آپ کیا فرماتے ہیں جب وہ مطمئن ہو جاتے تو پھر اٹھ بیٹھتا اور مشغول ہو جاتا۔

اور بسااوقات یوں بھی ہوا مطالعہ کے اثناء میں نیند کے غلبہ سے سر کے بال اور عمامہ جلتے چراغ میں جل جاتے لیکن شیخ مطالعہ کے ذوق سے بدستور منہمک رہتے۔
(سوانح شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

یہی وہ شیخ محدث دہلوی ہیں جن کی بدولت آج ہندوپاک میں علم حدیث پڑھ کر علماء کی صف میں بیٹھا جاتا ہے لیکن افسوس کہ ہمارے طلبہ وبعض علمائے کرام مطالعہ کا نام تک نہیں لیتے۔

(۳) استاذی مولانا سردار احمد صاحب لائلپوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ کو مطالعہ کا ذوق اتنا تھا کہ رات ہو یا دن سفر ہو یا حضر، تندرست ہوں یا بیمار، ہر وقت اور ہر حالت میں کتب بینی میں مصروف نظر آتے۔ اجمیر شریف زمانہ طالب علمی میں ایک مرتبہ آپ گر پڑے اور سر پر سخت چوٹ آئی۔ چنانچہ ڈاکٹروں نے مکمل آرام کرنے کا مشورہ دیا اور کتب بینی کی ممانعت کردی لیکن اس کے باوجود آپ کی شدت اشتیاق کا یہ عالم تھا کہ اپنی تکلیف کی پرواہ کئے بغیر تیمارداوں سے نظر بچا کر مطالعہ میں مصروف رہتے۔
(نوری کرن بریلی۔ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ)

(۴) حضرت امام زہری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مطالعہ کے وقت یہ عالم ہوتا کہ ادھر ادھر کتابیں ہوتیں اور ان کے مطالعہ میں ایسے مصروف ہوتے کہ دنیاومافیہا کی خبر نہ رہتی۔ بیوی کو کب گوارا ہو سکتا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی اس قدر گنجائش شوہر کے دل میں ہو چنانچہ ایک روز بگڑ کر کہا "واللہ لھذ الکتب اشد علی من ثلث ضرائر" اللہ کی قسم یہ کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے زیادہ بھاری ہیں (ابن ج ۱، ص ۴۵۱)

(۵) امام شافعی کے جلیل القدر شاگرد امام مزنی نے اپنے استاد کی کتاب الرسالہ کا پچاس برس مطالعہ کیا۔ اور وہ خود ناقل ہیں کہ ہر مرتبہ کے مطالعہ میں مجھ کو نئے نئے فوائد حاصل ہوتے گئے۔

(۶) ارسطو کی کتاب النفس کا ایک نسخہ کسی کے ہاتھ لگا جس پر حکیم ابو نصر فارابی کے قلم کی یہ عبارت تھی "انی قرات ھذا الکاب مائتہ مرۃ" میں نے اس کتاب کو سو مرتبہ پڑھا ہے۔ ابن ج ۲ ص ۲۷

(۷) مولانا حماد الدین رومی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رات طلبہ کے حجروں میں مخفی طور پر گشت کیا ایک طالب علم کو دیکھا کہ تکیے سے لگا ہوا مطالعہ کتاب میں مصروف ہے۔ دوسرے کو دیکھا کہ دوزانو مستعد بیٹھا ہے کتاب زیر مطالعہ ہے اور موقعہ موقعہ سے لکھتا جاتا ہے یہ دیکھ کر تجربہ کار استاد نے پہلے کی نسبت کہا "انہ لایبلغ درجتہ الفضل" یہ مرتبہ فضیلت کو کسی طرح نہیں پہنچ سکتا۔ دوسرے کی نسبت فرمایا "سیحصل الفضل و یکون لہ شان فی العلم" یہ البتہ فاضل ہوگا اور شان علماء حاصل کرے گا تجربہ نے ثابت کر دیا کہ پیشن گوئی سچی تھی (شق ج ا ص ۳۵)

(۸) شیخ الرئیس فرماتے ہیں طالب علمی میں میں نے کتاب "مابعد الطبیعۃ" کا چالیس (۴۰) مرتبہ مطالعہ کیا۔ لیکن کچھ پتہ نہ چلا اگرچہ عبارت تمام یاد ہو گئی اتفاقاً اسی عرصہ میں میرا کتب فروشوں سے گذر ہوا ایک شخص میرے ہاں کتاب لایا اور مجھ سے کہا یہ "مابعد الطبیعۃ" کے فن میں ہے میں نے انکار کیا اس کے اصرار سے مجبوراً خرید لی کھولی تو وہ ابو نصر فارابی کی تصنیف نکلی بڑی خوشی ہوئی چنانچہ مطالعہ سے مشکل حل ہو گئی۔ (عیون ج ۲ ص ۴)

(۹) امام رازی مصنف تفسیر کبیر وغیرہ فرمایا کرتے "انی انا سف فی الفوات عن الاشغال بالعلم فی وقت الاکل فان الوقت و الزمان عزیز" خدا کی قسم مجھ کو کھانے کے وقت علمی مشاغل کے چھوٹ جانے پر افسوس ہوتا ہے کیوں کہ فرصت کا وقت بہت عزیز چیز ہے۔ (عیون ص ۲۳ ج ۲)

(۱۰) امام یحییٰ ناقل مؤطا مدینہ منورہ میں ایک روز امام مالک کے درس میں حاضر تھے کہ غوغا اٹھا کہ ہاتھی آیا۔ عرب میں ہاتھی عجوبہ چیز ہے اس آواز کے سنتے ہی سارے طلبہ درس چھوڑ کر بھاگ اٹھے۔ مگر یحییٰ اسی طرح اطمینان سے بیٹھے رہے۔ امام صاحب نے فرمایا اے یحییٰ تمہارے اندلس میں ہاتھی نہیں ہوتا تم بھی جا کر دیکھ آ ؤ جواب دیا حضور اندلس سے میں آپ کو دیکھنے اور علم سیکھنے آیا ہوں ہاتھی دیکھنے کے لئے یہاں نہیں آیا ہوں۔ (ابن ج ص ۲۱۶)

چہ کنم چشم بدمن نکند بہ کس نگاہے

(۱۱) ابو بکر بن بشار ادب کے مشہور امام بغداد میں شاہزادوں کے اتالیق (ادب سکھانے والا معلم) تھے ایک روز قصر خلافت کو جاتے ہوئے نخاس سے گزرے وہاں ان دنوں ایک جاریہ آئی ہوئی تھی جس کے حسن و سلیقے کا سارے بغداد میں شہرہ تھا ابن بشار اس کو

دیکھ کر مفتون ہو گئے۔

جب دار الخلافہ میں پہنچے تو خلیفہ نے پوچھا آج کیوں دیر ہو گئی انہوں نے ماجرا سنایا خلیفہ نے سن کر خفیہ طور پر وہ جاریہ خرید کر کے ابن بشار کے مکان پر ان کے پہنچنے سے پیشتر پہنچادی جب علامہ ممدوح اپنے مکان پر واپس آئے تو جاریہ کو بیٹھے پایا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس کو بالا خانے بھیج دیا اور خود وہیں بیٹھ کر ایک علمی مسئلہ کی تحقیق میں مصروف ہو گئے غور کرتے تو طبیعت کا لگاؤ اس جاریہ کی طرف ہو جاتا ابن بشار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خادم کو آواز دی اور فرمایا اس جاریہ کو واپس لے جاؤ کیوں کہ مطالعہ میں خلل آتا ہے چنانچہ حسب الحکم خادم جاریہ کو واپس کر آیا (نزہتہ ص ۳۳۶)

(۱۳) ابو البرکات طبیب مشہور ابتداء میں موسوی ملت کے پیرو تھے ان کے استاد طب ابو الحسن کی عادت تھی کہ منکرین مسیح (علیہ السلام) کو طب نہیں پڑھاتے تھے۔ ابو البرکات ان کے پاس گئے لیکن ناکام واپس لوٹے مایوسی کے بعد شوق نے ایک راہ بتلائی کہ دربان کو بلایا اور درس کے وقت دروازے میں چھپ کر بیٹھتے۔

نخواہم داد دربان ترا بهر درون زحمت
پسند است ایں کہ گاہے بینم آں دیوار بیروں را

سال بھر کامل اسی طرح تعلیم کا فیض حاصل کرتے رہے ایک دن کسی مسئلہ میں الجھاؤ پڑ گیا جس کا حل کسی طرح نہ ہو سکا آخر جسارت کر کے نکل آئے اور اجازت ہو تو کچھ عرض کروں استاد صاحب نے اجازت دی اور انہوں نے کسی کے قول سے حل کر کے کہا کہ فلاں روز یہ قول آپ نے ہی نقل فرمایا ابو الحسن نے حیرت سے پوچھا کہ تم نے میرا بیان کیوں کر سنا انہوں نے گذشتہ حال عرض کیا حکیم موصوف کے دل پر ان کے شوق کا گہرا اثر پڑا اور اعتراف کیا کہ ایسے طالب کو محروم رکھنا جائز نہیں

چنانچہ اسی روز سے ابو البرکات کو شامل درس کر لیا (عیون ص ۹ ۷ ۲ ج ۱)

(۱۳) امام ادب، ابو العباس ثعلب الحانوی اکانوے (۹۱) برس کی عمر کو پہنچ چکے تھے لیکن ذوق مطالعہ ابھی جوان تھا- یہاں تک کہ ایک دن جمعہ کے بعد مسجد سے مکان کو جانے لگے- راستہ میں کتاب دیکھتے جاتے تھے کتاب میں اس قدر محویت تھی کہ گھوڑے کا دھکا لگا اس صدمے سے بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے- لوگ غشی کی حالت میں اٹھا کر مکان پر لائے ضعف پیری نے دم بر نہ ہونے دیا آخر اسی حالت میں انتقال فرما گئے-

ہمارے علماء و طلبہ ان کے ذوق مطالعہ کو دیکھیں اور ضعف پیری کو بھی اور پھر راہ نوردی میں کیا خوب کہا گیا ہے

چہ حالت است ندانم جمال سلمارا
کہ بیش دیدنش افزوں کند تمنارا

(۱۴) علامہ سید شریف کو ایام طالب علمی میں یہ شوق ہوا کہ شرح مطالع خود اس کے مصنف سے پڑھیں- اسی دھن میں وہ ہرات پہنچے اور علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے- ان کی عمر اس وقت دسویں منزل کی انتہا پر پہنچی تھی اور قوی اپنی آخری بہار دکھا رہے تھے کہن سال علامہ نے جوان ہمت سید کو پڑھانا اپنی طاقت سے باہر سمجھ کر ان سے کہا کہ تم میرے شاگرد مبارک شاہ کے پاس قاہرہ چلے جاؤ اس کا پڑھانا میرا پڑھانا ہے اور چلتے وقت سفارش لکھ دیا میر سید شریف کو شوق نے خراسان سے مصر پہنچایا- قاہرہ پہنچ کر مبارک شاہ سے ملے اور استاذ صاحب کا خط پیش کیا سفارش کی وجہ سے حلقہ درس میں شامل تو کر لئے گئے لیکن مستقل سبق مقرر نہ ہو سکا اور نہ ہی جماعت قرأت کی اجازت ملی مجبوراً اسماع پر قانع ہونا پڑا-

رات کو مطالعہ میں کافی وقت گذر جاتا ایک دن مبارک شاہ صحن مدرسہ میں

ٹہل رہے تھے کہ ایک جانب سے کسی کی آواز کان میں آنے لگی- متوجہ ہو کر سنا کہ میر سید شریف کہہ رہے تھے قال المصنف کذا و قال الاستاذ کذا و اقول کذا یعنی مصنف نے یوں فرمایا ہے اور استاذ صاحب نے یوں کہا اور میں یوں کہتا ہوں مبارک شاہ کو سید میر شریف کا بیان دل میں گھر کر گیا اور صبح اٹھتے ہی ان کو سب طلباء پر مقدم کر دیا (شقاق نعمانیہ ص ۱۶۸ ج ۱) اس قسم کے واقعات بے شمار ہیں فقیر نے صرف ذوق مطالعہ کے اضافہ کے لئے چند ایک بلالحاظ شان وغیرہ لکھ دئے- ورنہ ہر ایک فن کے علماء و فضلاء کا یہی حال رہا اور میرا ذاتی تجربہ ہے کہ علم نصیب بھی مطالعہ سے ہوتا ہے یہ خام خیال ہے کہ عالم ہو اور مطالعہ نہ ہو وہ عالم نہیں بلکہ جاہل ہے اگر کوئی چاہے کہ میں وقت کا امام ہوں تو اسے چاہئے کہ جس فن کا امام بننا چاہے وہ اس فن کی ہر کتاب کا غور سے اور بار بار مطالعہ کرے۔

باب سوم

نکتہ اول- مطالعہ کا مادہ طلوع ہے- اور طلوع پردہ غیب سے عالم ظہور میں آنے کو کہتے ہیں- اسی لئے کہا جاتا ہے "طلعت الشمس" یعنی سورج عالم غیب سے عالم ظہور میں نمودار ہوا- اور مطالعہ مفاعلہ کا باب اور مفاعلہ میں جانبین سے برابر کے عمل کو کہتے ہیں اب مطالعہ کا معنی یہ ہوا کہ ادھر طالب علم نے اپنی توجہ کو کتاب کی طرف مبذول فرمائی ادھر کتاب نے طالب علم کو اپنے فیوض و برکات سے نوازا اب دونوں کے گہرے رابطہ سے کام بن گیا۔

نکتہ دوم- کسی کو بار بار غور سے دیکھا جائے تو اگرچہ وہ غیر واقف ہو لیکن بار بار دیکھنے سے وہ سمجھتا ہے کہ شاید اسے میرے سے کوئی تعلق ہے اس لئے دیکھنے والے سے وجہ

پوچھتا ہے اسی طرح طالب علم نے کتاب کو جب بار بار دیکھا تو کتاب کو اس کے حال پر رحم آیا تو اس نے اپنے انوار وبرکات سے طالب علم کو بھرپور کر دیا۔

نکتہ سوم۔ کسی اپنے یا پرائے کے گھر جاؤ گے تو وہ آنے کا حال پوچھتا ہے پھر گھر پر آنے کی لاج رکھنے کی خاطر اس کا کام بھی کر دیتا ہے اسی طرح جب طالب علم نے کتاب کھولی تو گویا وہ علم وفن کے دروازہ پر پہنچ گیا۔ اب علم کوئی ایسا بے مروت نہیں کہ اپنے گھر آنے والے سے بدسلوکی کا برتاؤ کرے بلکہ اس کو فیوض وبرکات سے مالامال کر دے گا۔

نکتہ چہارم۔ سخی کا کام ہے کہ سائل کو محروم نہیں لوٹاتا۔ کیا علم کوئی ایسا بخیل ہے کہ طالب علم سائل کو اپنی سخاوت سے محروم لوٹا دے گا۔

نکتہ پنجم۔ علم ایک مخفی خزانہ ہے جس طرح مخفی خزانہ کی ٹوہ میں دقت ہوتی ہے اور نہایت مشقت کے بعد میسر ہوتا ہے اسی طرح علم کے حصول میں کتاب کے مطالعہ میں خوب دماغ سوزی کی جائے تاکہ علمی جواہرات نصیب ہوں۔

نکتہ ششم۔ جس کی ملاقات کی تمنا ہوتی ہے اس کے ملنے کے لئے اس کے دروازہ پر بار بار حاضری دینی پڑتی ہے اور پھر طبع اکتاتی بھی نہیں عین اسی طرح علمی پیاس بجھانے کے لئے کتاب کو بار بار غور سے دیکھنا چاہئے تاکہ محبوب علم بے نقاب ہو کر بازیابی بخشے۔

نکتہ ہفتم۔ علم ایک معنوی نور ہے جس طرح معنوی نور کے حصول میں اوراد و وظائف اور شب بیداری و قلت طعام اور قلت کلام وترک مجالس انام کی ضرورت ہے اس کے لئے بھی نہایت لازمی۔

نکتہ ہشتم۔ علم افعال قلب سے ہے جب تک قلب اسے پورے دھیان سے نہ حاصل

کرے صرف زبانی کلامی رٹ لگانے سے کام نہیں بنے گا۔

نکتہ نہم۔ علم اللہ تعالیٰ کی صفات سے ہے جب تک بندہ تخلقوا باخلاق پر کاربند نہ ہو اس مرتبہ پر پہنچنا دشوار کام ہے

نکتہ دہم۔ علم سے سیدنا آدم علیہ السلام ملائکہ کے مسجود اور ان سے افضل ٹھہرے اسی طرح ان کی اولاد بھی اگر علم کی دولت سے بہرہ ور ہو جائے تو ملائکہ اس کی پرواز سے عاجز بلکہ خادم ہو جاتے ہیں۔

نکتہ یازدہم۔ علم تمام عبادات یہاں تک کہ جہاد سے بھی افضل ہے جیسا کہ حدیث باب اول میں گذرا۔ اور علامہ زرنوجی تلمیذ صاحب ہدایہ رحمہما اللہ تعالیٰ تعلیم المتعلم میں فرماتے ہیں "هو افضل من الغزوات عنه كثر العلماء" وہ یعنی علم اکثر علماء کے نزدیک غزوات سے افضل ہے۔

بہر حال علم کے حصول اور پھر اس میں دھن لگانا کسی قسمت والے کو نصیب ہوتی ہے۔

باب چہارم

(قاعدہ) بھوکے پیٹ یا کم از کم پیٹ کو تھوڑا خالی رکھ کر مطالعہ کیا جائے

اندروں از طعام خالی دار تادر و نور معرفت بینی
تہی از حکمتی بعلت آں کہ پری از طعام تابینی

(قاعدہ) یکسوئی و تنہائی میں جہاں شور و غل نہ ہو اور نہ ہی کوئی امر طبیعت کے لگاؤ میں مانع ہو۔ اگر ایسا موقعہ میسر نہ ہو تب بھی خود کو تنہائی میں تصور کر کے مطالعہ میں لگ جائے

(قاعدہ) بہتر وقت بعد مغرب تا عشاء کا ہے سحر کا تو نہایت ہی موزوں وقت ہوتا ہے۔

(قاعدہ) کسی شئے کے ساتھ نہ تکیہ لگایا جائے اور نہ ہی کرسی یا چارپائی پر بیٹھنا چاہئے بلکہ نیچے چٹائی پر ہاں معمولی دری یا گلیم وغیرہ اوپر بچھا سکتے ہیں۔

(قاعدہ) کتاب کو اولاً اجمالی نظر سے محدود سطریں دیکھ لیں پھر دیکھی ہوئی عبارت کے ہر جملہ کو علیحدہ علیحدہ متعین کرنے کی کوشش کریں ہر جملہ کا سرسری نظر سے ترجمہ سمجھیں پھر گہری نظر سے دیکھتے جائیں۔ جہاں الفاظ مشکل آجائیں اپنی طرف سے مناسب معنی بنالیں۔ پھر بعد کو لغات کی مستند کتابوں میں دیکھ لیں اسی طرح تا سبق یا ضرورت جو جملہ سمجھ نہ آئے اسے چھوڑتے جائیں جب اکثر جملے سمجھ آجائیں پھر ان سمجھے کو بار بار غور سے دیکھیں لیکن سمجھے ہوؤں کے ساتھ ملا کر اسی طرح بار بار کرنے سے حقیقت منکشف ہو جائے گی۔ لیکن مطالعہ کے اثناء میں کسی سے کوئی مطلب نہ پوچھیں اسی قاعدہ کی بدولت بہت بڑے بڑے فضلاء نے ان پڑھے فنون کو ازبر کیا۔ جیسا کہ سید میر شریف اور سیدی شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہما و استاذی مولانا سراج احمد مکھن بیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(قاعدہ) کتاب کو اول سے آخر تک بالاستیعاب دیکھا جائے ایسا نہ ہونا چاہئے کہ بعض اجزاء اِدھر سے اور بعض اُدھر سے۔

(قاعدہ) جو مضامین یاد ہو سکیں یاد رکھیں اور جو لکھے جا سکیں ایک جگہ لکھتے جائیں۔ بعض طلباء شکایتیں کرتے ہیں کہ اس وقت اگرچہ کتاب کے مضامین یاد ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھول جاتے ہیں۔ واقعی یہ شکایت عموماً ہے لیکن یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ ایک وقت مضمون یاد کر کے پھر بھول جانے سے کسی دوسرے وقت اسی کتاب یا دوسری کتاب سے یاد شدہ اول آسانی سے سمجھ آتا ہے۔ ثانیاً دوبارہ سہ بارہ مطالعہ جات سے پھر ایسا یاد ہو جاتا ہے کہ پھر بھولنے کا نام بھی نہیں لیتا۔

(قاعدہ) جس کتاب کا مطالعہ شروع ہو ایک دم نہ سہی لیکن اس میں ایسے وقفے بھی نہ ہوں کہ جس سے برس یا کوئی ماہ گزر جائیں وقفہ کرنے سے کتاب سے انس ہٹ جاتا ہے اور پے درپے کے مطالعہ سے کتاب مانوس ہو جاتی ہے۔

(قاعدہ) مطالعہ کتاب کے وقت ایک سفید کاپی کاغذ اور قلم دوات ساتھ ہو تاکہ جدید فوائد اس میں درج ہو سکیں۔ یا کم از کم ان فوائد پر نشانات ضرور لگاتے جائیں (مگر احتیاط رہے کہ کتاب بھی خراب نہ ہونے پائے) اس لئے یا تو باریک تراشی ہوئی پنسل سے لگائیں یا ایک علیحدہ کاغذ پر نوٹ کرتے جائیں پھر فارغ وقت میں ان نشان زدہ فوائد کو جب اپنی کاپی میں درج کرلیں تو ربڑ سے وہ پنسلی نشانات ختم کردیں تاکہ کتاب بھی محفوظ اور صاف ستھری رہے کیوں گڑبڑی کتاب بھی طبیعت کو منتشر کرتی ہے شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی و دیگر سلف صالحین کا یہی طریقہ رہا بحمدہ تعالیٰ فقیر کی بھی عادت طالب علمی سے یہی ہے عربی کا مقولہ ہے "من حفظ شیئا فرد من کتب شیئا قر" ترجمہ: جس نے کوئی چیز یاد کی وہ پختہ ہو گیا۔

(قاعدہ) جس فن کی کوئی کتاب دیکھیں اس سے قبل اس سے آسان کتاب کے سبق کا مطالعہ دیکھ لیں یا جو طالب علم بڑی کتاب کے سبق کا مطالعہ کرے اسے چاہئے کہ وہ پہلے چھوٹی کتاب سے اسی سبق کا مقام دیکھ لے۔ مثلاً کافیہ پڑھنے والے یا اسی طرح کنز الدقائق پڑھنے والے اسی طرح حسامی پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اسباق کے مقامات ہدایۃ النحو (کافیہ کے لئے) قدوری (کنز الدقائق کے لئے) نور الانوار (حسامی کے لئے) سے دیکھیں۔

(قاعدہ) کسی سے استفادہ کے لئے عار نہ کرے

(قاعدہ) آج والے سبق کا مطالعہ سے قبل کل والے سبق کو دوبارہ ذہن نشین کرلیں

تاکہ مطالعہ کے وقت ذہن ماقبل کو مابعد سے مرتبط کر سکے۔

(قاعدہ) طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ کل والے سبق کو کم از کم پانچ بار ضرور دہرائے۔

(قاعدہ) سبق یا مضمون کتاب کو ایسا کھلے الفاظ اور بر جستگی سے بیان کرے کہ نہ تو نہایت زور سے چلائے اور نہ ہی معمولی آواز سے کہ طبیعت متاثر ہی نہ ہو۔

(حکایت): حضرت قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب فقہاء کو فقہ کے مسائل نہایت قوت و بر جستگی سے بیان فرماتے تو آپ کے داماد متعجب رہتے ان سے تعجب کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ آج ان کو پانچ دن سے کھانا نہیں ملا لیکن تاہم مسائل نہایت بسط و نشاط سے بیان فرما رہے ہیں (شرح تعلیم المتعلم) کذا کان استاذ حضرت مولانا سردار احمد لائلپوری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(قاعدہ) دوسرے کو بیان سمجھاتے وقت ایسا کھلا اور واضح بیان کرے کہ اسے مضمون ذہن نشین ہو جائے اور جب تک اسے سمجھ نہ آئے یا دل گواہی نہ دے بیان سے خاموش نہ ہو۔ اس میں نہ صرف سامع کا فائدہ ہے بلکہ متعلم کو نہایت درجہ کے فوائد حاصل ہوں گے۔ چنانچہ اخفش سے جب کہ پوچھا گیا کہ تم نحو کے امام کیسے بنے تو انہوں نے کہا کہ میرے ہاں ایک بکرا تھا۔ جب میں اپنے استاد صاحب سے سبق پڑھ کر واپس لوٹتا تو اپنا سبق اس بکرے کو سمجھاتا۔ تقریر کے بعد آخر میں اس سے پوچھتا کہ کیا سمجھ آیا۔ جب تک وہ ہاں کے لئے سر نہ ہلاتا میں تقریر کرتا رہتا بعض طلبہ کسی کو سبق سمجھانے سے جی چراتے ہیں حالانکہ انہیں پتہ نہیں کہ دوسرے کو سمجھانا خود اپنا علمی اضافہ ہے بحمد تعالیٰ فقیر غفرلہ ربہ القدیر کا طالب علمی میں یہی دستور تھا اور بفضلہ و کرمہ ادراک تھوڑے ایام میں کھل گیا۔

قاعدہ کافی رات تک جاگے اور نیند کے دفعیہ کے لئے چند طریقے ہیں۔
(۱) مغرب سے بیشتر کھانا کھالے تھوڑا کھائے (۲) دوپہر کو تھوڑا آرام کرلیا کرے پھر صبح اٹھے تو نہایت مبارک گھڑیاں ہیں۔

قاعدہ مطالعہ کے وقت صرف کتاب کے مضمون کی طرف دھیان ہو اس وقت دنیاو عقبٰی کے دھندوں سے پاک ہو کر بیٹھے۔

قاعدہ طالب علم ہر وقت کتاب اپنے ساتھ رکھے جیسا کہ عربی کا مقولہ ہے "من لم یکن الدفتو فی کم لم تثبت الحکمته فی قلبه" جس کے ہاتھ میں کوئی کتاب نہیں اس کے دل میں حکمت باقی نہیں رہ سکے گی۔ اسی لئے فقیر اپنے احباب طلاب سے کہا کرتا ہے کہ جس نے ہر وقت اپنے ساتھ کتاب کو ساتھی نہیں بنایا وہ علمی دولتوں سے محروم ہوگا۔

قاعدہ سوائے علمی مشاغل کے اپنی زبان پر مہر سکوت لگائے اور خلوت میں رہے۔

آداب مطالعہ

(۱) مطالعہ گاہ میں جانے سے پہلے تمام عوائق و علائق دینوی و اخروی تفکرات کو بر طرف کر کے جائیں

(۲) مطالعہ سے پہلے وضو کرلیں کیوں کہ کتاب کو بے وضو ہاتھ لگانا علم سے محرومی کی دلیل ہے حضرت شمس الائمہ حلوانی فرماتے ہیں "انما فلت هذا العلنم بالتعظيم فانى ما اخذت الكاغذ الابالطهارة" مجھے علم صرف علم کی تعظیم سے نصیب ہوا کیوں کہ میں نے سادے کاغذ کو بھی وضو کے بغیر نہیں چھوا (تعلیم المتعلم)

حکایت۔ شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے کہ وہ اسہال (پیٹ کی بیماری)

میں مبتلا ہو گئے اور ادھر کتاب کا مطالعہ کرنا بھی تھا تو ایک شب میں ستائیس بار وضو کرنا پڑا (تعلیم المتعلم)

(۳) اگر ہو سکے تو مطالعہ سے پہلے ایک دوگانہ نفل پڑھے

(۴) گھٹنے کے بل کتاب کو کسی اچھی جگہ چوکی وغیرہ پر رکھ کر مطالعہ کرے پھر نہ لیٹے اور نہ سہارا لگائے ہاں پالتی لگا سکتا ہے لور بیٹھے ہوئے کی صورت میں جس طرح چاہے بیٹھ سکتا ہے

(۵) بلاضرورت درمیان میں بات نہ کرے

(۶) اگر کسی سے استفادہ کرنا پڑے تو عار نہ کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ "بما درقت العلم" آپ نے اتنا بہت بڑا علم کیسے حاصل کیا آپ نے فرمایا "بلسان مسئول و قلب عقول" یعنی زبان زیادہ سوال کرنے والی اور دل زیادہ سمجھنے والے سے (تعلیم المتعلم)

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "ما استنکفت من الاستفادة مانحلت بالافادة" میں نے استفادہ کے لئے سوال کرنے سے عار نہیں کی اور کسی کو فائدہ دینے سے بخل نہیں کیا۔ (تعلیم المتعلم)

لیکن یہ بات اس طالب علم کے لئے مضر ہے جو کل کے سبق کا مطالعہ کر رہا ہے ویسے دیگر اوقات میں اور دیگر فضلاء کے لئے یہ طریقہ نہایت موزوں ہے لیکن آج کل تو ہر شخص پھنے خاں ہے دوسرے سے استفادہ اپنی ہتک سمجھتا ہے۔

(۷) جتنا سمجھ آجائے الحمد للہ جو سمجھ نہ آئے تو دوگانہ پڑھ کر مصنف کی روح کو بخشے اور اپنے استاد کا تصور لے کر سو جائے۔

(۸) اٹھتے ہی بار بار ان سمجھے کو سمجھے اور سمجھے ہوئے کو بھی دھیان میں رکھے۔

(۹) استاد صاحب کے سامنے جانے سے پہلے استاد صاحب کے آداب شان بجالائے استاد صاحب کے آداب بجالانے سے بھی کئی عقدے لاینحل حل ہو جاتے ہیں۔

(۱۰) استاد صاحب سے سبق سمجھتے وقت اپنے سمجھے ہوئے کی تصدیق کرانے اور نہ سمجھے ہوئے کو غور سے سمجھے۔ اور ان کے زائد فوائد بتائے ہوؤں کو نہایت ذوق سے یاد کرے (تلک عشرہ کاملہ) باقی زیادہ ضروری باتیں فقیر کی دوسری تصنیف میں ہیں۔

فصلی اللہ تعالی علی حبیبہ افضل الرسل والانبیاء و علی الہ و اصحابہ الکملاء و علی اولیاء امتہ و علی استاتذۃ علم دینہ والطلباء۔

طلبائے کرام سے اپیل

آپ حضرات پر ہی ہماری نگاہیں لگی ہوتی ہے کہ عنقریب آپ حضرات علم دین سے فارغ ہو کر دین کو چار چاند لگائیں گے۔اگر خدا نہ کرے آپ ہی میں وہ عادتیں گھر کر گئیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ ناراض اور شیطان راضی ہو تو فرمایئے پھر دین کا کیا حشر ہوگا۔

فلہذا

خدارا اپنی صورت سیرت عادات اور خصلتوں کو دین نبوی ﷺ کے نقوش پر ڈھالیں تاکہ آپ سے ہماری وابستہ امیدیں پھلیں پھولیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ موجودہ حضرات طلبائے کرام سلف کا نمونہ بننے میں اپنے ہمجولیوں سے سبقت کرنے کی کوشش کریں گے

خادم الطلبہ

فقیر اویسی غفرلہ

کتاب سے محبت کرو

کتاب ہر دور میں تعلیم و تربیت کا اہم ذریعہ رہی ہے۔ اس کی ہیئت خواہ کچھ بھی رہی ہو ایک عہد سے دوسرے عہد تک ایک دماغ سے دوسرے دماغ تک علم منتقل کرنے کے لیے انسان نے تحریر کا سہارا لیا۔ کبھی پتھروں پر نشان بنائے پیڑوں کی چھال استعمال کی کبھی چمڑے کو اس مقصد کے لیے استعمال کیا اور کبھی کپڑے نے انسان کی مدد کی۔ انسانی ذہن کی ترقی کے ساتھ ساتھ طریقے بھی بدلتے رہے تاآنکہ کاغذ ایجاد ہوا اور تحریر نے علامتوں، نشانوں کی منازل طے کرکے الفاظ کی شکل اختیار کی اور انتقال علم کا موجودہ وسیلہ کتاب ہمارے سامنے آئی۔ یعنی کتاب کی موجودہ شکل ضرور جدید ہے لیکن کتاب کا تصور اتنا قدیم ہے جب انسان نے پہلی بار اپنی بات اپنی سوچ اور فکر دوسرے کو منتقل کرنے کے لیے آواز سے ہٹ کر کسی بھی دوسرے مادی ذریعے کا استعمال کیا نہ صرف انتقال علم کے لیے بلکہ حصول علم کے لیے بھی۔

حصول علم قوموں کی زندگی میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور ہمارے مذہب اسلام نے اس کو جو اہمیت دی ہے کسی مذہب نے نہیں دی کہ نزول قرآن کریم کی ابتداء ہی لفظ "اقراء" یعنی "پڑھ" سے ہوتی ہے۔ حصول علم کی وکالت میں اس سے بڑھ کر کوئی دلیل نہیں ہے کہ خود اللہ تعالیٰ انسان کو حکم دیتا ہے کہ وہ علم حاصل کرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کا ہر عمل فرمان خدا کے تابع تھا فرمایا: "علم حاصل کرو خواہ تمھیں چین جانا پڑے"۔ (حدیث شریف) اور کتاب واحد ذریعہ ہے جو انتقال علم اور حصول علم میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے کتاب کی اہمیت محتاج بیان نہیں ہے اور اس ضمن میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ پوری دنیا اس کی حیثیت کو تسلیم کرتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحقائق فی الحدائق

المعروف

شرح حدائق بخشش

۱۲ جلدیں مطبوعہ، ۱۳ جلدیں غیر مطبوعہ

از قلم

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ)